آزاد مہدی کے ناول "ایک دن کی زندگی" کا تنقیدی جائزہ
(ترقی پسند تحریک کے تناظر میں)

A Critical Review of Azad Mehdi's Novel 'Aik Din ki Zindgi'
(In the Context of the Progressive Movement)

Dr. Aqsa Amir
Lecturer Urdu, Superior College Okara
aqsaamir2016@ gmail.com
Dr. Samreen Kanwal
Lecturer Urdu, Superior College, Arifwala
samreenkanwal7678@gmail.com

KEYWORDS

Azad Mehdi
Idealize Life
Progressive Movement
Moral Decay
Social Realism
Social Inequality
Emerge Naturally
Psychological
Aesthetically

DATES

Received	**03-10-2025**
Accepted	**28-10-2025**
Published	**31-12-2025**

QR CODE

ABSTRACT

Azad Mehdi is one of the prominent novelists of the contemporary literary scene. He began his literary journey with poetry, where he developed a sensitive awareness of language, rhythm, and human emotions. However, very soon he was drawn toward novel writing, as this genre allowed him greater space to explore social realities in depth. In his fiction, social confusion, contradictions, and irregularities are presented with remarkable boldness and honesty. Azad Mehdi does not idealize life; rather, he exposes its harsh truths through the lens of social realism. His novel "Aik Din ki Zindgi" is a significant example of this approach. The novel reflects the clear influence of the Progressive Movement, both in subject matter and narrative style. Issues such as social inequality, moral decay, and the psychological struggles of individuals are woven subtly into the storyline. These issues are not imposed directly; instead, they are presented in a covert and artistic manner, which keeps the reader engaged and allows the novelist's viewpoint to emerge naturally. Azad Mehdi writes like a skilled painter, creating vivid scenes and lifelike characters, so that images form effortlessly before the reader's eyes, making the novel both meaningful and aesthetically powerful.

https://journals.mehkaa.com/index.php/negotiations/article/view/166

تلخیص:

آزاد مہدی عہدِ حاضر کے نمایاں ناول نگاروں میں شمار ہوتے ہیں۔ انہوں نے اپنے ادبی سفر کا آغاز شاعری سے کیا، جہاں انہوں نے زبان، آہنگ اور انسانی جذبات کے لیے ایک حساس شعور حاصل کیا۔ تاہم بہت جلد وہ ناول نگاری کی طرف مائل ہو گئے، کیونکہ یہ صنف انہیں سماجی حقیقتوں کو گہرائی کے ساتھ پیش کرنے کا وسیع موقع فراہم کرتی تھی۔ ان کے افسانوی ادب میں سماجی انتشار، تضادات اور بے قاعدگیوں کو نہایت جرأت اور دیانت داری کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔ آزاد مہدی زندگی کو رومانوی رنگ میں پیش نہیں کرتے بلکہ سماجی حقیقت نگاری کے تناظر میں اس کے تلخ حقائق کو بے نقاب کرتے ہیں۔ ان کا ناول "ایک دن کی زندگی" اسی رجحان کی ایک اہم مثال ہے۔ اس ناول میں موضوع اور اسلوب دونوں سطحوں پر ترقی پسند تحریک کے اثرات نمایاں طور پر دکھائی دیتے ہیں۔ سماجی ناہمواری، اخلاقی زوال اور فرد کی نفسیاتی کشمکش جیسے مسائل کہانی کے تانے بانے میں نہایت سلیقے اور بالواسطہ انداز میں سموئے گئے ہیں۔ یہ مسائل براہِ راست مسلط نہیں کیے جاتے بلکہ ایک تخلیقی اور مخفی انداز میں سامنے آتے ہیں، جس سے قاری کی دلچسپی برقرار رہتی ہے اور مصنف کا نقطۂ نظر فطری طور پر واضح ہو جاتا ہے۔ آزاد مہدی ایک ماہر مصور کی طرح منظر نگاری کرتے ہیں، جس کے نتیجے میں کردار اور مناظر قاری کی آنکھوں کے سامنے خود بخود ابھر آتے ہیں، اور ناول معنویت کے ساتھ ساتھ جمالیاتی تاثیر بھی پیدا کرتا ہے۔

آزاد مہدی کا شمار دور حاضر کے ممتاز ناول نگاروں میں ہوتا ہے۔ ادبی سفر کی ابتدا انھوں نے شاعری سے کی مگر جلد ہی وہ ناول نگاری کی طرف راغب ہوئے، یہی وجہ ہے کہ ان کے ناولوں میں شاعرانہ الفاظ ملتے ہیں جو کہ وسیع مفہوم لیے ہوتے ہیں۔ آزاد مہدی جب ناول نگاری کی طرف آئے تو انھوں نے اردو ادب کے ساتھ ساتھ عالمی ادب کا مطالعہ بھی کیا۔ آزاد مہدی "مجلس احباب ادب و فن" کے اہم رکن رہے۔ آزاد مہدی کے چار ناول منظرِ عام پر آچکے ہیں جس میں "میرے لوگ" (۱۹۹۸ء)، "دلال" (۲۰۰۲ء)، "اس مسافر خانے میں" (۲۰۰۷ء) اور "ایک دن کی زندگی" (۲۰۱۵ء) میں شائع ہو چکے ہیں۔

آزاد مہدی نے معاشرتی الجھنوں اور ناہمواریوں کو بڑی بے باکی سے بیان کیا ہے۔ انھوں نے اس ناول میں ایسے موضوعات کو پیش کیا ہے جس پر بات کرنا ہمارے معاشر میں معیوب سمجھا جاتا ہے وہ معاشرے کی حقیقتوں کو بیان کرتے ہوئے معاشرے سے جڑے نظر آتے ہیں۔ وہ انسانی جذبات اور احساسات کی بھرپور عکاسی کرتے ہیں۔ ان کے ناولوں میں حقیقت نگاری نمایاں ہے۔ وہ معاشرے کی حقیقت کو سمجھتے ہوئے زندگی کی حقیقت کو باریکی سے بیان کرتے نظر آتے ہیں۔

"ایک دی زندگی" بنیادی طور پر ایک عورت کی کہانی ہے جو حالات کے ہاتھوں مجبور ہو کر جسم فروشی کے دھندے کو اختیار کرنے پر مجبور ہو جاتی ہے۔ یہ کہانی ہمارے سماج کے اس رویے کے گرد گھومتی ہے جس میں خاندان، سماج اور ادارے کسی فرد

کو ایسے اقدام اٹھانے پر مجبور کر دیتے ہیں۔ فاحشہ لاہور میں شاہی قلعہ کے ساتھ والے والے محلے میں تن تنہا رہتی ہے۔ یہاں اس کا کوئی اور رشتہ دار نہیں ہوتا۔ یہ ایک ادھیڑ عمر کی عورت ہے جو اپنا جسم فروخت کر کے مشکل سے اپنے لیے روٹی کا بندوبست کرتی ہے۔

یہ ایک غریب گھرانے میں پیدا ہوئی تھی اس کا باپ موذن تھا اور بھائیوں کی چھوٹی سی کریانہ کی دُکان تھی، جس سے ان کا گھر کا گزر بسر آسانی سے ہوتا رہتا تھا۔ اس کے گھر والوں نے اس کی یکے بعد دیگرے دو شادیاں کیں لیکن اس کا گھر نہ بسا۔ اس کے بعد اس کی تیسری شادی بڑی جلدی سے اس کے گھر والوں نے ایک شاطر قسم کے آدمی سے کر دی۔ اس کے بعد وہ میکے ایک دو بار بھائیوں سے ملنے گئی تو بھائیوں نے اس کو گھر آنے سے روک دیا۔ اب وہ تیسرے شوہر کو ہی اپنے سر کا سایہ سمجھتی تھی۔ اس کا شوہر ایک عورت کے ہاں ملازم تھا جو کہ عورتوں کی جسم فروشی کا کاروبار کرتی تھی اور فاحشہ کے گھر والوں کو بھی اپنی آمدن سے کچھ روپے پیسے دے دیتی تھی جس سے ان کے گھر کا گزارہ چلتا رہتا تھا لیکن بد قسمتی سے ایک رات اس کا شوہر کچھ کھانے سے مر گیا اور اس کے سر سے شوہر کا سایہ بھی اُٹھ گیا۔

اب بڑھیا نے اس کے شوہر کی خدمت کے صلے میں اسے رہنے کے لیے ایک کمرہ دیا کہ وہ اس میں رہ لے۔ اس سے اس کمرے کا کرایہ نہیں لیا جائے گا۔ چنانچہ اس کے رہنے کا بندوبست ہو جاتا ہے لیکن روٹی کا وعدہ نہیں کیا جاتا۔ اس کا بندوبست اس کو خود کرنا پڑتا ہے، اس لیے اس کے پاس اپنا جسم فروخت کرنے کے سوا کوئی اور چارہ نہیں ہوتا اور وہ اپنا جسم فروخت کرنا شروع کر دیتی ہے۔

پلاٹ کے حوالے سے "ایک دن کی زندگی" شاہکار نمونہ ہے۔ بنیادی طور پر یہ ایک فاحشہ کی کہانی ہے۔ ظاہری طور پر اس کہانی کا پھیلاؤ ایک دن کی زندگی پر منحصر ہے لیکن اس کے اندر اس کی صرف ایک دن کی زندگی کی کہانی نہیں بلکہ فاحشہ کی پوری زندگی کا عکس ہے جو کہ اس کے بچپن سے شروع ہو کر اس کے مرنے پر ختم ہوتی ہے۔

پلاٹ کی بنت کے حوالے سے آزاد مہدی نے جدت طرازی کا ثبوت دیا ہے اس حوالے سے انھوں نے واقعات کی ترتیب کو ایک خاص انداز میں پیش کیا ہے۔ انھوں نے کہانی کا رخ حال سے ماضی اور پھر ماضی سے حال کی طرف موڑ دیا ہے۔ اس ضمن میں انھوں نے نہایت ہنر مندی سے کام لیا ہے۔ تمام واقعات منطقی اور حقیقی ہیں، کوئی بھی واقعہ غیر حقیقی نہیں محسوس ہوتا۔ ہر واقعہ کو فنکارانہ انداز میں پیش کیا گیا ہے جس میں ایسی کئی خواتین ہیں جو کہ ایسی ہی مشکلات سے دوچار ہوتی ہیں اور آخر کار برائی کی راہ پر گامزن ہو جاتی ہیں۔

ناول کے واقعات میں ایک منطقی ربط پایا جاتا ہے۔ ہر واقعہ کو ایک خاص سلیقہ کے ساتھ دوسرے واقعہ کے ساتھ جوڑا گیا ہے جس سے تمام واقعات کے درمیان فطری ربط پیدا ہو گیا۔ آزاد مہدی نے پلاٹ کی بنت کے حوالہ سے اپنی فنکارانہ عظمت کا ثبوت دیا ہے۔ ناول کے واقعات کو بڑے اچھوتے اور فنکارانہ انداز کے ساتھ پیش کیا ہے جس سے ناول کے پلاٹ میں پختگی پیدا ہو گئی

ہے۔ ناول میں فاحشہ کے کردار کو بنیادی اہمیت حاصل ہے جو کہ کہانی کے شروع سے لے کر اختتام تک ساتھ رہتا ہے۔ یہ ایک عورت کا کردار ہے جو کہ حالات سے مجبور ہو کر اپنا جسم فروخت کرنا شروع کر دیتی ہے۔ آزاد مہدی نے اس کردار کی تشکیل کے حوالے سے اپنی فنکارانہ ہنری مندی کا ثبوت دیا ہے۔

عام عورتوں کی کی طرح اس کو بھی اپنے میکے کے گھر سے خاص خاص لگاؤ ہے۔ وہ اپنے گھر والوں سے بچھڑ گئی ہے لیکن اس کو میکہ گھر ہر مقام پر یاد آتا ہے، ماں باپ کی یاد اس کو ہر جگہ آتی ہے۔ اس کو یاد آتا ہے کہ وہ ہر وقت آئینے کے سامنے کھڑی ہو کر بالوں میں کنگھی کرتی رہتی تھی اور اس کی ماں کہتی تھی۔

"تم آئینے سے کبھی ہٹتی ہی نہیں، میں تمہاری کنگھی توڑ دوں گی۔"(1)

ناول نگار نے جس عورت کو فاحشہ کے روپ میں پیش کیا ہے وہ کوئی پیشہ وارانہ طوائف نہیں اور نہ ہی اس کے آباؤ اجداد کا یہ پیشہ ہے بلکہ یہ باعثِ مجبوری اس پیشہ کو اختیار کیے ہوئے ہے۔ یہ ایک گھریلو عورت ہے جو مجبوری کے تحت اس راہ پر چلتی ہے اس کو طوائف بننا نہیں آتا۔ اس کو جسم بیچنے والی عورتوں کے طور اطوار کا بھی پتہ نہیں ہوتا۔

اس کردار کے ذریعے ان تمام خواتین کی نمائندگی کی گئی ہے جو باعثِ مجبوری جسم فروشی کرنے لگتی ہیں۔ ایک سادہ اور شریف گھرانے کی عورت جب جسم فروخت کرتی ہے تو اس کی سوچ اور طور اطور کی عکاسی اس کردار کے ذریعے خوب کی گئی ہے۔ اس کردار کے ذریعے ناول نگار نے اپنے نکتہ نظر کو بھی واضح کرنے کی کوشش کی ہے کہ یہ ایک گھریلو عورت ہے جس نے شریف گھرانے میں آنکھ کھولی ہے۔ ان کے گھر کے افراد کا شمار معاشرے کے معززین میں ہوتا ہے لیکن پھر وہ ایک فاحشہ کیسے بن گئی؟ ناول نگار نے ان عورتوں کی طرف توجہ دلانے کی کوشش کی ہے اور یہ بتایا ہے کہ عورتیں کوئی انوکھی پیداوار نہیں اور نہ ہی یہ کوئی آسمان سے گرتی ہیں بلکہ یہ ہمارے ہی معاشرے میں جنم لیتی ہیں۔ ہماری غلطیاں اور خرابیاں ان کے جنم کا موجب بن رہی ہیں۔

کومل کا کردار میں ناول میں خاص اہمیت کا حامل ہے۔ یہ ایک پیشہ وارانہ طوائف کا کردار ہے جو ایک خوبصورت لڑکی ہے اور جسم فروشی کا دھندہ کرتی ہے۔ فاحشہ کی طرح یہ بھی جسم فروشی کرنے والی ہے لیکن اس کے طور اطوار اس سے کافی مختلف ہیں جو کہ ناول نگار کے نکتہ نظر کو بھی واضح کر رہے ہیں۔ پیشہ وارانہ طوائف اور ایک مجبور جسم بیچنے والی عورت کے مابین کو اس کردار کے ذریعے واضح کیا گیا ہے۔ اس کا یہ کاروبار جدی پشتی ہے، کہانی کے شروع میں اس کی دادی کو بھی جسم فروشی کے پیشہ سے منسلک دکھایا گیا ہے۔ اس کی ماں اور باپ بھی اس پیشہ سے منسلک ہیں اور وہ خود اس کو لوگوں کے ہاتھوں میں دیتے ہیں۔ اس کا بیان کومل اپنی زبان سے بھی کرتی ہے جب وہ اپنے بوڑھے عاشق کا قصہ سنانے لگتی ہے تو وہ نوشی اور انمول کو مخاطب کر کے کہتی ہے:

"ماں نے مجھ سے کہا، بوڑھا ہڈیوں کا ڈھانچہ ہے، کرتا کراتا کچھ نہیں، صرف عورت کو سونگھتا ہے۔ اُلٹا روپوں سے جھولی بھر دیتا ہے۔ ہے اس کے لیموں کے باغات ہیں، اس ترش پھل کی رقم بھی بے دریغ لٹاتا ہے۔ تمہیں صرف پھول کی طرح سونگھے گا۔"(2)

نوشی پیشہ وارانہ طوائفوں کی طرح خوب ٹھاٹھ باٹھ سے رہتی ہے۔ وہ پیشہ وارانہ عورتوں کی طرح ہار سنگھار کا پورا انتظام رکھتی ہے۔ ان کے گھروں کی ٹھاٹھ باٹھ پیشہ ورانہ طوائفوں کی طرح ہے۔ ان کے گھر میں موجود کافی چیزیں ان کے عاشقوں نے ان کو تحفوں میں دی ہوئی ہیں۔

"اس دیوار کے پاس ایک قیمتی پنجر افرش پر رکھا ہوا تھا جس میں ایک راطو طالو کاٹ کھانے میں مصروف تھا جسے بطور تحفہ ملتان کے ایک جاگیر دار نے دوشیزاؤں کو بھیجا تھا۔"(3)

پیشہ وارانہ طوائفوں کی طرح ان کے عاشقوں کی تعداد بہت زیادہ ہے اور وہ ان کو بہت سی چیزیں تحفے میں دیتے ہیں۔ ان کے میک اپ کا سامان بھی ان کے عاشقوں کی طرف سے آتا ہے۔

مصور کا کردار ناول کا اہم ترین کردار ہے جو نہایت دلکشی اور جاذبیت کا حامل کردار ہے۔ یہ کردار کہانی کے شروع سے لے کر اختتام تک ساتھ رہتا ہے۔ یہ ایک مصور کا کردار ہے جو کہ پیشہ کے لحاظ سے مصور ہے۔ تصویریں بنانے کا کام کرتا ہے، اس کردار کا تعارف ناول کے شروع میں ہو جاتا ہے۔

مصور کا کردار ایک نہایت سمجھدار انسان کا کردار ہے۔ ہر معاملے کو ایک اچھے طریقہ سے نبھانا اس کو خوب آتا ہے۔ کہانی میں درپیش مسئلہ اس کے مشورے کر پر حل ہوتا ہے۔ وہ قرض خواہوں کو سمجھاتا ہے کہ ریڑھی بان کی منت کرو، اسی کے توسط سے اب تمہارا قرض ادا ہو سکتا ہے تو وہ دونوں قرض خواہ درزی اور ماشکی ریڑھی بان کی منت کرتے ہیں تو وہ ان کے قرض کے پیسے ادا کرتا ہے۔ مصورانہ لحاظ سے وہ پورا مصور ہے لیکن احساس ناقدری اس کے دل میں بھی موجود ہے کہ اس کے فن کی عزت نہیں کی گئی۔ یہ احساس تقریباً ہر آرٹسٹ کے ہاں پایا جاتا ہے۔

ناول کی کہانی ایک متوسط طبقے کے لوگوں کی روداد ہے۔ ناول میں پیش آنے والے ریڑھی بان کا کردار بھی متوسط طبقہ سے تعلق رکھتا ہے جو کہ خود ایک ریڑھی بان ہے لیکن یہ کردار نہایت اہمیت کا حامل ہے اور اس کی دلکشی کی وجہ یہ ہے کہ وہ فاحشہ کا عاشق ہے۔ فاحشہ جو کہ ایک تن تنہا عورت ہے، اس کا خاوند مر چکا ہے، اس کے بھائی بھی اس سے تعلق ختم کر گئے ہیں۔ اب وہ اگر کسی کو سہارا سمجھتی ہے تو وہ ریڑھی بان ہے۔

بوڑھے پہلوان کا کردار بلاشبہ اپنے طبقہ کی نمائندگی کرتا ہے جو کہ ہر جگہ ایک پہلوان کی صورت ابھرتا ہے اس کی ایک خوبی یہ بھی ہے جہاں اس میں غصہ ہے وہاں رحمدلی بھی ہے۔ اس کردار کی بدولت کہانی کی دلکشی میں اضافہ ہوا ہے جب بوڑھے کو پتہ چلتا ہے کہ فاحشہ مر چکی ہے اور اس کا یہاں کوئی رشتہ دار نہیں تو وہ فاحشہ کو اپنا کفن اٹھا کر دے دیتا ہے۔

کہانی میں مرکزی کرداروں کے ساتھ کچھ ضمنی کردار بھی ہیں۔ یہ کردار کہانی کو آگے بڑھانے میں مدد دیتے ہیں، یہ کردار کہانی کو متحرک کر کے غائب ہو جاتے ہیں۔ اس حوالہ سے درزی، فلکی اور نوکرانی کے کردار ہیں۔

درزی کا کردار فاحشہ کے قرض خواہوں میں سے ہے جس سے فاحشہ نے چھ ماہ پہلے سوٹ سلوایا تھا اور اس کی سلائی نہیں دی تھی۔ درزی کے کردار سے ہماری ملاقات اس وقت ہوتی ہے جب ماشکی اور مصور آپس میں چھری کھینچنے کے لیے گھتم گتھا ہوتے ہیں۔ اس کا تعارف ناول میں یوں ہوتا ہے:

"یہ درزی تھا گوری رنگت، دبلا پتلا، عمر کوئی چالیس سال کے لگ بھگ ہو گی۔ ہلکے نیلے رنگ کی شلوار قمیض پہنے، جس کے دامن پر نستعلیق سلوٹیں پڑی ہوئی تھیں۔"(4)

فلکی ایک مالشی کا کردار ہے جو کہ پیشہ وارانہ طوائفوں کی کمر مالش کرنے کا ماہر ہے۔ اس کے پیشے کے متعلق اس وقت پتہ چلتا ہے جب کومل کسی بوڑھے کے پاس رات گزار کی آتی ہے تو اس کی کمر میں درد ہو جاتی ہے۔ اس کردار کا تعارف کہانی میں اس وقت کروایا جاتا ہے جب فاحشہ دوشیزاؤں سے میک اپ کا ڈبہ لے کر واپس آ رہی ہوتی ہے:

"جب وہ ان کے کمرے سے دو قدم آگے بڑھی تو سامنے سے کسبیوں کا نوکر فلکی آ گیا۔ چوڑا چکلا، دراز قد، سانولی رنگت، نیم لمبوتری آنکھیں جس میں ایک متجسسانہ پرتو جھلکتا تھا کہ جیسے وہ کسی کو بھی آسانی سے بے غیرت ثابت کر سکتا ہے۔"(5)

مصنف نے معاشرے میں پائے جانے مختلف کرداروں کے ذریعے معاشرے کی حقیقتوں کو بیان کیا ہے۔ ہر کردار اپنی ایک داستان لیے آتا ہے اور اپنا رول ادا کرتا ہے۔ کرداروں کی شخصیت کے مطابق الفاظ اور جملوں کا چناؤ کیا گیا ہے۔ کرداروں کی مختلف ذہنی کیفیات اور ان کی جذباتی صورتحال کا بیان بہت پرکشش انداز میں کیا گیا ہے۔

مکالمہ نگاری کے حوالے سے "ایک دن کی زندگی" شاہکار نمونہ ہے۔ ناول نگار کا طرز بیان نہایت سادہ اور اثر انگیز ہے جو پڑھنے والے کو شروع ہی سے اپنی طرف کھینچ لیتا ہے۔ فنی حوالے سے بھی یہ ناول مکالمہ نگاری، جذبات نگاری، منظر نگاری، واقعہ نگاری اور زبان و بیان کے لحاظ سے ایک اہم کاوش ہے اور کرداروں کی زبان کے ذریعے طبقاتی عکاسی کی روشن نمائندہ ہے۔ تصویر کشی کے حوالہ سے "ایک دن کی زندگی" اپنی مثال آپ ہے۔ ناول نگار جس منظر کو پیش کرتا ہے اس کی تصویر آنکھوں کے سامنے آ جاتی ہے۔ انھوں نے فطرت کے مناظر کو بہت نزدیک سے دیکھا ہے جس کی مثال قابل ذکر ہے:

"اس علاقے میں شام کئی جگہوں سے غیر محسوس انداز میں ابھرنے لگتی ہے۔ قلعے کی دیواریں، پیپل کے بلند قامت درخت اور شاہی محلوں کی عمارتوں کے چہرے شام کی سیاہی کو دوبالا کرنے میں بڑے جذباتی ہوتے ہیں۔ یوں لگتا ہے کہ انھوں نے آسمان کے بجائے اپنے وجود سے شام کو برآمد کر لیا ہو۔"(6)

ناول نگار کے قوت مشاہدہ کا بھی پتہ چلتا ہے۔ ان کا کمال ہے کہ الفاظ کی مدد سے کردار کی پوری شکل بنا دیتے ہیں جس سے خاکہ نگاری کا عنصر بھی ناول میں دَر آتا ہے۔

ناول میں بعض مقامات پر خود کلامی کے عنصر کا پتہ چلتا ہے۔ ناول میں پیش آنے والے کردار زیادہ تر مصیبتوں کا شکار نظر آتے ہیں۔ یہ آنے والی مصیبتوں کو بڑی جرات کے ساتھ برداشت کرتے ہیں لیکن ان کے اندر جو گزرتی ہے اس کو ناول نگار نے خود کلامی کے ذریعے واضح کیا ہے۔

عشق پر سماجی حقائق کو ترجیح دی ہے جس میں سب سے اہم مسئلہ بھوک کا ہے۔ حقیقت نگاری کے انھی مباحث کے حوالے سے ناول میں جابجا طنزیہ پیرایۂ اظہار ملتا ہے۔ عورت کے حسن کے ذکر میں ان میں پنہاں بھوک کا ذکر بھی ضروری ہے۔ اسی طرح انھوں نے بھوک کو حقیقت پسندانہ شعور کے ساتھ پیش کیا ہے۔ مجموعی طور پر "ایک دن کی زندگی" موضوع اور اسلوب کے اعتبار سے ترقی پسند تحریک کے اثرات کا حامل ہے۔

آزاد مہدی نے سماجی حقیقت نگاری کے لحاظ سے زندگی کے حقائق کی عمدہ تصویر کشی کی ہے۔ یہ ناول موضوعاتی لحاظ سے ترقی پسندانہ تحریک کے اثرات کا حامل ہے تاہم اس ناول کی تخلیق میں ناول نگار کا مقصد ترقی پسند تحریک کے نظریات کا پرچار ہرگز نہیں ہے۔ بلکہ یہ ناول ترقی پسند تحریک کے حوالے سے ان ناولوں میں شمار ہوتا ہے جو صرف اپنے موضوع و اسلوب کے لحاظ سے ترقی پسند تحریک کے اثرات کی عکاسی کرتے ہیں۔

حوالہ جات

1. آزاد مہدی، ایک دن کی زندگی(لاہور: سانجھ پبلشرز، 2015ء)، 27۔
2. آزاد مہدی، ایک دن کی زندگی ، 74۔
3. آزاد مہدی، ایک دن کی زندگی ، 72۔
4. ایضاً، 108۔
5. ایضاً، 95۔
6. ایضاً، 101۔

References in Roman Script

1. Azad Mehdi, *Aik Din Ki Zindagi* (Lahore: Sanjh Publishers, 2015), 27.
2. Azad Mehdi, *Aik Din Ki Zindagi*, 74.
3. Azad Mehdi, *Aik Din Ki Zindagi*, 72.
4. Ibid, 108.
5. Ibid, 95.
6. Ibid, 101.